REGD No. L.5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

یوم سہ شنبہ

۱۶ جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ

فی پرچہ ۲ آنے

جلد ۴۷/۱۲ ۷ صلح ۱۳۳۷ھ ۷ جنوری ۱۹۵۸ء نمبر ۶

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کیلئے دعا کی تحریک

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ تفسیر صغیر کے سلسلہ میں مسلسل محنت اور ساتھ کے ساتھ سلسلہ کے دیگر امور سرانجام دینے کا حضور کی صحت پر اثر پڑا ہے۔ اور اب جلسہ سالانہ کے ایام میں بھی حضور کو بہت زیادہ محنت کرنی پڑی ہے۔ اس لئے احباب توجہ اور التزام کے ساتھ حضور کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

احباب جماعت کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

برادران جماعت احمدیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے اس سال ۲۷ دسمبر کو ارشاد و اصلاح کی ایک اہم تجویز پیش کی تھی جس کے دو حصے تھے ایک وقف اور ایک چندہ۔ چندہ میں نے کہا تھا کہ لازمی نہیں۔ لیکن ہر احمدی کوشش کرے کہ چھ روپے چندہ سالانہ یکمشت یا بارہ اقساط میں دیا کرے۔ ہماری جماعت میں آسانی سے ایک لاکھ آدمی ایسا پیدا ہو سکتا ہے۔ اور اگر وہ ایسا کریں تو ارشاد و اصلاح کی تحریک کو ہم بڑی آسانی کے ساتھ ڈھاکہ سے کراچی تک اور کراچی سے ملتان اور لاہور ہوتے ہوئے راولپنڈی کے راستہ سے پشاور اور ہزارہ کی وادیوں میں پھیلا سکتے ہیں۔ وقف کی تحریک گو دیر سے شروع ہوئی مگر خدا کے فضل سے شروع ہو گئی ہے۔ میرے اس خطبہ کے بعد پانچ درخواستیں آ چکی ہیں جن میں سے دو مولوی فاضل اور میٹرک ہیں اور ایک معمولی تعلیم کا آدمی ہے۔ میں نے جلسہ میں بتایا تھا۔ کہ ہم پانچوں جماعت کے آدمی کو بھی اس کام کے لئے لے سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ ایسا نوجوان کسی زیادہ تعلیم یافتہ آدمی کے ساتھ لگا دیا جائے گا۔ مدرسہ احمدیہ میں جو اردو کا کورس شروع ہے۔ اس کے مکمل ہونے میں ابھی پانچ سال لگیں گے جس کے بعد انشاء اللہ پچاس طالب علم ہمیں مل جائیں گے پرائمری پاس ہماری جماعت میں اب بھی پچاس ساٹھ ہزار آدمی موجود ہے لیکن وہ آگے نہیں بڑھ رہا۔ اور سستی دکھا رہا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو چیلنج کر رہا ہے کہ اس کو بدل کر اس کی جگہ اور آدمی پیدا کرے۔ مگر چندہ کا معاملہ جو وقف سے بہت سستا تھا۔ اس کے لئے ایک درخواست بھی نہیں آئی۔ حالانکہ ایک لاکھ آدمی کی درخواست کی ضرورت تھی۔ یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے۔ اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے۔ اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں۔ کپڑے بیچنے پڑیں۔ میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اتارے گا۔

پس میں اتمام حجت کے لئے ایک بار پھر اعلان کرتا ہوں۔ تاکہ مالی امداد کی طرف بھی لوگوں کو توجہ ہو۔ اور وقف کی طرف بھی لوگوں کو توجہ ہو۔ مجھے اس کام کے لئے ایک ایسے چست آدمی کی بھی ضرورت

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۷ جنوری ۱۹۵۸ء

وقفِ جدید

ہمارے گزشتہ سالانہ جلسہ کا ماحصل دراصل "وقف جدید" کی تحریک ہے۔ جو سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے جلسہ سے کچھ عرصہ پہلے حضور نے جلسہ پر اس تحریک کی تفصیلات بیان کرنیکا ذکر فرمایا تھا چنانچہ ۲۷ دسمبر کو حضور نے اس تحریک کی تفصیلات بیان کردی ہیں۔ جلسہ میں شمولیت کرنے والے احباب ان کو سن چکے ہیں۔ الفضل میں بھی جلد ہی یہ تفصیلات شائع ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ

۳ جنوری کو حضور نے خطبہ جمعہ میں اس تحریک کا پھر مفصل ذکر فرمایا ہے۔ حضور کے خطبہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ احباب نے ابھی تک اس تحریک کو سمجھا نہیں ہے۔ کیونکہ جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے ابھی تک دوست آگے نہیں آئے۔ اس لئے آج کی نشست میں ہم اس کے متعلق اجمالاً کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

اس تحریک کا ماحصل یہ ہے کہ ہمیں ایسے لوگ تیار کرنے ہیں۔ جو پہلے کچھ عرصہ ملک میں اس طرح بیٹھ جائیں۔ جو ایک تنظیم کے ماتحت اور مرکز اور جماعتوں کی امداد سے گذر اوقات کر سکیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ تبلیغ کا فریضہ بھی ادا کرتے رہیں۔ پھر جوں جوں وقت گزرتا جائے۔ اس تنظیم کو وسعت ملتی جائے۔ تاآنکہ تمام دنیا میں ہماری تبلیغ کا ایک جال پھیل جائے۔

حقیقت یہ ہے جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اس زمانہ میں صرف اسلام کی تجدید واحیا کے لئے ہوئی ہے اور آپ نے یہ جماعت الٰہی حکم سے صرف اس غرض کے لئے کھڑی کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے اس کام کو یہ جماعت سرانجام دے۔ ہر احمدی اسی لئے احمدی ہوا ہے کہ وہ اس غرض اور مقصد کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کام کی سرانجام دہی کو اپنا مقصد حیات بناتا ہے

اکا دکا نیک دل تبلیغ کرنے والے انسان تو ہر زمانہ میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن موجودہ زمانے میں جبکہ خود مسلمانوں اور غیر مسلموں کی حالت اتنی ابتر ہو چکی ہے کہ قرآن کریم کے ان الفاظ کا کہ بحر و بر میں فساد برپا ہو گیا ہے۔ اطلاق خاص اسی زمانہ پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو کھڑا کیا ہے۔ تاکہ وہ از سر نو تمام دنیا میں اس کی تسبیح و تحمید کو پھیلا دے۔ اور دنیا کے تمام کناروں پر اس کی توحید اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا پھریرا لہرا دے۔ اور زمین کے چپہ چپہ کو ارض حرم بنا دے۔ ہر دیس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت گاہیں تعمیر کر دے۔ ہر دل میں اس کا گھر بسا دے۔

جماعت احمدیہ کی یہی غرض یہی مقصد اور یہی اوڑھنا بچھونا ہے۔ خواہ کوئی احمدی کتنا ہی نیک اور متقی بن جائے۔ رات دن عبادت میں مصروف رہے ہمیشہ روزے رکھے۔ حج زکوٰۃ کا پورا پابند ہو جائے۔ خواہ وہ فرشتوں کی طرح تسبیح و تحمید کا مجسمہ بن جائے۔ لیکن جس غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو کھڑا کیا ہے۔ اگر وہ اس میں غفلت کرتا ہے۔ تو سچی بات یہ ہے۔ کہ وہ اپنے تمام زہد و تقوےٰ کے باوجود احمدی نہیں کہلا سکتا۔ جب تک کہ وہ فریضۂ تبلیغ کو اپنی تمام قوت اور اپنے تمام مال و جان اور روح سے سرانجام نہیں دیتا۔ ایک احمدی کی زندگی زندگی ہی نہیں ہے۔ اگر اس کی ہر سانس اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلعم کے دین کی اشاعت میں صرف نہیں ہوتی۔

یہ کوئی مبالغہ کی بات نہیں ہے ہر احمدی جیسا کہ ہم نے کہا ہے احمدی بنتا ہی اس لئے ہے کہ وہ اللہ اور رسولؐ کا نام بلند کرے گا۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھے گا۔ اس لئے تبلیغ و اشاعت تو ہر احمدی کا فرض اولین ہے۔ دراصل یہی اس کی خصوصیت ہی تبلیغ و اشاعت دین ہے۔ اس کا اٹھنا بیٹھنا۔ جاگنا۔ سونا۔ چلنا پھرنا الغرض اس کی ہر حرکت و سکون تبلیغ و اشاعت دین کے لئے وقف ہے۔ اس کو موجودہ زمانہ کی کایا پلٹنی ہے۔ دنیا کو چاہ ضلالت سے نکالنا اور معراج تقوےٰ پر قائم کرنا اس کا کام ہے۔ اگر وہ یہ کام نہیں کرتا۔ تو اس کا احمدی ہونے کا دعوےٰ ہی غلط ہے

الغرض تبلیغ و اشاعت دین تو ایک احمدی کی روح رواں ہے۔ اس میں تو کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔ لیکن اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے اس کو امام وقت کی راہ نمائی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے خلافت کا نظام اسی لئے بنایا ہے۔ کہ وہ ہر قوم سے وہ کام جو اس کے سپرد ہے۔ باحسن طریق سرانجام دلائے۔ اس لئے وہ امام وقت کو ایسے طریقے سوجھاتے جو دین کی گاڑی کو آگے سے آگے دھکیلنے میں صحیح راہ نمائی کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ ایسے طریقے سوجھائے ہیں جن سے ہماری جماعت اپنا کام سرانجام دینے میں فوری ترقی کی منازل طے کرجاتی رہی ہے۔ تحریک جدید کو ہی لے لیجئے۔ آج سے چوبیس پچیس سال پہلے جماعت کہاں تھی؟ پھر اس وقت سے لے کر اب تک تحریک جدید کے ذریعہ جو ترقیاں ہم نے کی ہیں۔ وہ کتنی گراں قدر ہیں؟ خیال کیجئے۔ آج محض تحریک جدید کی وجہ سے ہمارے تبلیغی مشن تمام دنیا میں پھیل چکے ہیں۔ کفر گڑھوں میں مساجد تیار ہو چکی ہیں۔ قرآن کریم کے تراجم متعدد زبانوں میں چھپ چکے ہیں۔

یہ سب کچھ تحریک جدید کی برکت سے ہوا ہے۔ یہ تحریک اللہ تعالےٰ ہی نے ہمارے امام وقت کو سوجھائی تھی

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

اخبار الفضل کے متعلق حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد

"سب سے پہلے میں الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے دوستوں کو تحریک کرتا ہوں۔ الفضل سلسلہ کا اہم آرگن ہے جو دوستوں کا مرکز کے ساتھ تعلق قائم رکھتا ہے۔ جیسا کہ میں نے کل کہا تھا۔ اول تو دوستوں کو خود کثرت کے ساتھ بار بار ربوہ آنا چاہیئے۔ اگر وہ نہ آسکیں۔ تو پھر الفضل ایک ایسا ذریعہ رہ جاتا ہے۔ جس سے مرکز کے ساتھ وہ اپنا تعلق اور رابطہ قائم رکھ سکتے ہیں۔ اور اگر الفضل بھی وہ نہ خریدیں۔ تو پھر مرکز سے وہ بالکل علیحدہ اور بے تعلق ہو جاتے ہیں۔ پس دوست الفضل کی اشاعت بڑھانے کی خصوصیت کے ساتھ کوشش کریں۔ خود بھی خریدیں۔ اور دوسروں کو بھی خریدنے کی تحریک کریں۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۵۵ء)

آہ! احمدیت کا ایک مخلص اور غیور خادم چل بسا

میرے نام جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم کا آخری مکتوب

(از مکرم مولٰنا ابو العطاء صاحب فاضل)

محترم جناب ملک عبدالرحمن صاحب خادم ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ گجرات کا انتقال ایک قومی اور جماعتی صدمہ ہے۔ یوں تو ہر پیدا ہونے والا انسان آخر فوت ہوتا ہے۔ مگر جو افراد کسی نصب العین کے مخلص اور پرجوش حامی ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی جماعت میں ایک خاص خدمت بجا لا رہے ہوتے ہیں۔ ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوتا ہے۔ وہ بصد مشکل اور لمبے عرصہ کے بعد پر ہوتا ہے۔ شاعر نے خوب کہا ہے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اخویم محترم خادم صاحب مرحوم ان نوجوانوں میں سے نمایاں ترین شخصیت تھے جو ہمہ تن دین کی خدمت کو اپنا مقصد قرار دے کر مخلصانہ جد وجہد میں مشغول ہو جاتے ہیں آپ نے ساری زندگی سلسلہ کے سچے غیور فرزند کے طور پر بسر کی ہے ۱۹۲۶ء کے مارچ میں کھاریاں ضلع گجرات میں مجھے (جب کہ میں ابھی حضرت استاذی المحترم حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس پڑھا کرتا تھا) ایک جلسہ کے لئے جانا پڑا۔ اسی موقعہ پہ پہلی مرتبہ برادرم خادم صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ کی عمر اس وقت ۱۵/۱۶ برس کی ہوگی۔ للہی محبت اور پرخلوص تعلق کے یہ بتیس ۳۲ برس آج ایک خواب نظر آتے ہیں۔ محترم خادم صاحب اس وقت دسویں جماعت میں پڑھتے تھے انہیں علم دین کا بے حد شوق تھا۔ ہر جگہ سے معلومات حاصل کرنے کی انہیں دھن تھی۔ عنفوان شباب سے ہی وہ مخالفین اسلام واحمدیت کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو جایا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں صیقل ذہن کے ساتھ خاص قوت گویائی بھی عطا فرمائی تھی۔ اور یہ کہنا ذرہ بھر مبالغہ نہیں کہ جناب ملک صاحب مرحوم نے ان مواہب الٰہیہ کو ہمیشہ دین کی خاطر خرچ کیا اوائل میں جب کبھی انہیں محسوس ہوتا کہ کسی وجہ سے مقامی مباحثہ میں مرکز سے کوئی آنا چاہیئے تو اپنے تعلقات کی بناء پر مجھے فوراً بلا لیتے تھے۔ میرا اندازہ ہے کہ مجھے گذشتہ عرصہ میں بے شمار مرتبہ گجرات جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ قیام ہمیشہ ان کے ہاں ہی ہوتا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ملک صاحب موصوف کو زندہ دلی اور نکتہ سنجی کا ملکہ بھی خوب عطا فرمایا تھا ان کی مجلس میں بسا اوقات پاکیزہ لطائف کا تذکرہ ہوتا تھا۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ایک اچھے قانون دان اور عمدہ مقرر وکیل کے ساتھ ساتھ آپ گہرے جاننے والے اور نکتہ رس عالم دین بھی تھے۔ ان دونوں صفات کے اجتماع نے آپ کو بیسیوں نادر مواقع خدمت دین کے عطا فرمائے۔ مناظرات میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ اور بڑے بڑے معاند مولوی خادم صاحب مرحوم کے نام سے مرعوب تھے۔ قوت تحریر بھی پر تاثیر ہوتی تھی۔ مضامین کا ایک انبار اور احمدیہ تبلیغی پاکٹ بک اس پر شاہد ہیں۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ محترم خادم صاحب کو سلسلہ سے بے پناہ خلوص تھا۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی ذات سے بے انتہا عقیدت اور عشق تھا۔ حضور کے خلاف کسی بات کا سننا آپ کے لئے ناممکن تھا۔ باوجودیکہ آپ گجرات میں بطور وکیل پریکٹس کرتے تھے۔ مگر جب بھی سلسلہ کو کسی جگہ آپ کی ضرورت پیدا ہوئی آپ نے بلا تامل اس کے لئے لبیک کہا اور ہمیشہ پورے جوش اور خلوص سے خدمت ادا کی۔

جزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین خیراً۔

وسط دسمبر ۵۷ء میں جب میں ہسپتال میں ان کی عیادت کے لئے گیا۔ تو حالت اچھی تھی انہوں نے فرمایا کہ وہ جلسہ پر ربوہ تشریف لائیں گے۔ میں نے افسر جلسہ سالانہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سے عرض کیا کہ خادم صاحب کی یہ خواہش ہے۔ وہ بیمار ہیں۔ اسلئے ان کی رہائش اور کھانے کا خاص اہتمام ہونا چاہیئے۔ محترم خادم صاحب کو کالج کے زمانہ سے ہی حضرت صاحبزادہ صاحب سے گہرے مخلصانہ تعلقات تھے انہوں نے فرمایا ان کے لئے تو بہرحال انتظام کیا جائیگا۔ چنانچہ ان کے لئے کوارٹر ریزرو کر کے انہیں اطلاع کر دی گئی اور یہ توقع تھی کہ وہ جلسہ سالانہ کے موقع پر تشریف لے آئیں گے میں ان کے لئے چشم براہ تھا۔ لیکن ان کی بجائے جلسہ سالانہ کے سٹیج پر مورخہ ۲۶/۱۲/۵۷ کو مجھے برادرم محترم خادم صاحب کا ایک ملفوف موصول ہوا۔ ایلچی نے بتایا کہ خادم صاحب تو تشریف نہیں لا رہے۔ جس سے بہت افسوس ہوا۔ پھر اکتیس ۳۱ دسمبر کو اچانک یہ سننا پڑا۔ کہ حضرت خادم صاحب مرحوم انتقال فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ابھی خادم صاحب کے متعلق بہت سی باتیں کہنی ہیں۔ مگر آج میں اس جگہ محترم خادم صاحب کے اس خط کو بجنسہ درج کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں۔ جو میرے نام ان کا آخری خط ہے۔ ان کا وہ پیغام جس کا اس خط میں ذکر ہے میں نے وہ جناب ناظر صاحب اصلاح وارشاد کی اجازت سے ۲۷ دسمبر کو ہی جلسہ سالانہ میں سنا کر احباب سے درخواست دعا کر دی تھی۔ یہ پیغام الفضل کی ایک سابقہ اشاعت میں طبع ہو چکا ہے اس خط سے وہ محبت اور عقیدت ٹپک ٹپک کر ظاہر ہو رہی ہے جو خادم صاحب کو سلسلہ اور مرکز سے تھی۔ کتنے درد ناک الفاظ ہیں کہ:-

"مجھے جلسہ سالانہ سے محرومی کا بیحد قلق ہے اور ۱۹۱۶ء کے بعد یہ دسمبر کا پہلا جلسہ سالانہ ہے جس میں میں شریک نہیں ہو سکا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں اور اپنی مصلحتوں اور حکمتوں کو وہی بہتر جانتا ہے"۔

اب میں محزون و اندوہگین دل کے ساتھ ذیل میں محترم ملک صاحب کا آخری خط مکمل طور پر درج کرتا ہوں

میو ہسپتال ۸.۳.۲ کمرہ ۵ لاہور
۲۵-۱۲-۵۷

برادر مکرم و محترم!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
میں جلسہ سالانہ پر آنے کی تیاری کر رہا تھا اور بہت امید تھی کہ اس مبارک تقریب میں شمولیت کی توفیق مل جائیگی۔ لیکن کل ۲۴/۱۲ دوپہر کے کھانے کے بعد دائیں پنڈلی میں سوجن ظاہر ہوئی جو عصر تک بڑھتے بڑھتے ساری ٹانگ میں پھیل گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی شدید درد شروع ہونے لگا۔ تمام بقیہ دن اور گذشتہ رات بے چینی اور بے آرامی سے گذری۔ ڈاکٹری رائے یہ ہے کہ یہ تکلیف دائیں ٹانگ کی خون کی نالی میں Thrombosis (انجماد خون کے باعث خون کی رکاوٹ) کے باعث ہے اور یہ بیماری بھی (اگر اچھی ہو جائے تو) کافی دن لیتی ہے۔ اور تشویشناک بیماریوں میں سے ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنا رحم فرمائے اور میرے گناہوں کو جو بہت ہیں اپنی رحمت اور مغفرت سے بخش دے۔ (آمین)

اگرچہ اصل بیماری تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے ٹھیک ہو چکی ہے۔ اور ۱۹/۱۲/۵۷ کے بعد ڈاکٹر پیرزادہ صاحب نے محض احتیاط کے طور پر مزید چند دن ٹھہرانے کا فیصلہ کیا تھا۔ مگر یہ نئی تکلیف کل اچانک شروع ہو گئی ہے اس وقت جبکہ میں لیٹے لیٹے یہ سطور لکھ رہا ہوں دائیں ٹانگ میں سخت درد ہو رہا ہے اگرچہ morphia کی ٹکیہ کھائی ہوئی ہے۔

منسلکہ پیغام اس غرض سے آپ کی خدمت میں پہنچا رہا ہوں کہ جناب ناظر صاحب اصلاح وارشاد کی اجازت حاصل فرما کر کسی مناسب موقعہ پر احباب جلسہ سالانہ کو پڑھ کر سنا دیں احباب نے اس خیال سے کہ میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے بکلی تندرست ہو چکا ہوں۔ دعائیں بند کر دی تھیں آپ براہ کرم احباب کی خدمت میں اپنی طرف سے جلسہ کے موقعہ پر دعا کی تحریک فرمائیں۔

مجھے جلسہ سالانہ سے محرومی کا بے حد قلق ہے اور ۱۹۱۶ء کے بعد یہ دسمبر کا پہلا جلسہ سالانہ ہے جس میں شریک نہیں ہو سکا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ اور اپنی مصلحتوں اور حکمتوں کو وہی بہتر جانتا ہے۔ مجھے بے حد تکلیف ہے۔ اور آپ سے مکرر درخواست ہے کہ میرے لئے خود بھی دعا فرمائیں اور جلسہ سالانہ کے موقعہ پر احباب کی خدمت میں بھی مؤثر الفاظ میں دعا کی تحریک فرمائیں

اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے (آمین)
گجرات سے عزیز عبدالماجد۔ میرے ہم زلف اللہ داد خان صاحب فارسٹ رینجر اور حضرت والدہ صاحبہ محترمہ جلسہ پر آ رہی ہیں۔ جو کوارٹر میرے لئے رکھا گیا تھا اس میں وہ ٹھہریں گے۔ اس بارے میں خیال رکھیں۔ کہ ان کو کوئی تکلیف یا رکاوٹ نہ ہو۔ (احقر آپ کا ملک عبدالرحمٰن خادم)
ہماری دلی دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سلسلہ کے اس سچے خادم اور عزیز فرزند پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ اور اس کی ساری اولاد اور تمام متعلقین کو بھی ہمیشہ اپنے افضال و برکات سے نوازے اور ہم سب کو اپنی محبت کی راہوں پر چلا کر مخلصانہ اور مقبول بارگاہِ ایزدی خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ (آمین)

۳:- تقریر کے آخر میں آپ نے جزیہ کی حقیقت اور ذمی کی اصطلاح پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ کس طرح ان کو غلط معنی پہنا کر اور ان پر مذموم رنگ چڑھا کر بعض مستشرقین نے اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ ورنہ یہ سب چیزیں غیر مسلموں کے ساتھ خالص رعایت اور مہربانی کے سلوک پر دلالت کرتی ہیں۔ اس کے ثبوت میں آپ نے مشہور فرانسیسی مستشرق ڈاکٹر گستاؤلی بان کی کتاب "تمدنِ عرب" سے بہت سے اقتباسات پیش کئے۔
آپ کی تقریر کے بعد بارہ بجے دوپہر کے قریب جلسہ سالانہ کا پہلا اجلاس اختتام پذیر ہوا

ضروری اعلان

فضل عمر جونیئر ماڈل سکول جلسہ سالانہ کی رخصتوں کے بعد مورخہ ۴ جنوری کو کھل گیا ہے سکول کا داخلہ ۱۰ جنوری کو بند کر دیا جائے گا۔ والدین سے استدعا ہے کہ وہ داخل شدہ بچوں کے لئے ۱۰ جنوری تک یونیفارم مکمل کروا دیں۔
اس سکول میں فیس کی رعایت صرف ان بچوں کو دی جاتی ہے۔ جن کے والد مبلغ کی حیثیت سے کسی بیرونی مشن میں کام کر رہے ہوں۔ فیس کی رعایت کے لئے ہر بچے کا کیس انفرادی طور پر محترمہ جنرل سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ کے سامنے پیش ہو گا سکول کی تعلیمی فیس ۵ روپے، کتابوں کی فیس ۱ روپیہ ماہوار ہے۔ اور داخلہ ۱۰ روپے ہے۔
(ہیڈ مسٹرس فضل عمر جونیئر ماڈل سکول ربوہ)

جماعت احمدیہ کے ۶۷ویں جلسہ سالانہ کی مختصر روداد

۲۶ دسمبر ۱۹۵۷ء کا پہلا اجلاس

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بصیرت افروز افتتاحی تقریر کے بعد (جس کا خلاصہ ۲۷ دسمبر ۱۹۵۷ء کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے) جماعت احمدیہ کے ۶۷ویں جلسہ سالانہ کا پہلا اجلاس حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب آف سکندر آباد دکن کی صدارت میں شروع ہوا۔ پہلے مبشر احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم اور پھر مکرم جناب ثاقب زیروی صاحب نے اپنی نظم "اے قادیان دارالامان گونجا رہے تیرا نشان" خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

ذکرِ حبیب علیہ السلام

بعد ازاں حضرت مرزا شریف احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد نے "ذکرِ حبیبؑ" کے موضوع پر تقریر فرمائی آپ نے گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر بھی احباب جماعت سے اسی موضوع پر خطاب فرمایا تھا۔ گذشتہ آپکی تقریر جہاں تبلیغی رنگ کی حامل تھی۔ وہاں امسال آپ نے تربیتی رنگ کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی اور سیرت کے بعض ایسے واقعات بیان فرمائے جن کے ذکر سے روحانی اور اخلاقی تربیت کی طرف توجہ پیدا ہو سکے۔ آپ کی یہ جذبہ کیف و اثر میں ڈوبی ہوئی تقریر تفصیل کے ساتھ قسط وار الفضل میں ہدیہ ناظرین کی جا چکی ہے۔ (حوالہ کے لئے دیکھیں الفضل یکم تا ۳ر جنوری ۱۹۵۸ء)
آپ کی تقریر کے بعد مکرم محمد احمد صاحب انور حیدر آبادی نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

اسلامی حکومت اور مذہبی رواداری

ازاں بعد محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج نے "اسلامی حکومت اور مذہبی رواداری" کے موضوع پر تقریر فرمائی آپ نے محض علمی مسئلہ کے طور پر ہی نہیں۔ بلکہ تاریخی حقائق کی روشنی میں ثابت کیا کہ اسلام نے دنیا میں غیر مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ عملاً جس رواداری کا ثبوت دیا۔ اور اس بارہ میں جو مثال قائم کی دنیا کی کسی دوسری قوم کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے آپ نے فرمایا صرف یہی نہیں کہ اسلام نے غیر مذاہب والوں کو اپنے مذہبی رسوم بجالانے کی اجازت دی ہے۔ بلکہ مذہبی رواداری کے مفہوم کو اس قدر وسعت دی ہے کہ اس میں اقتصادی معاشرتی تمدنی الغرض ہر قسم کی رواداری آجاتی ہے۔ چنانچہ تاریخ سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر حضورؐ کے خلفاءؓ اور بعد میں آنے والے مسلمان حکمرانوں نے غیر مسلموں کے ساتھ رواداری کا جو سلوک کیا وہ کسی ایک شعبۂ زندگی تک محدود نہ تھا۔ بلکہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر شعبہ میں ان کے مساویانہ حقوق اور مراعات کے تحفظ کی ضمانت دی جاتی تھی اور اس بات کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ کہ ان کے حقوق و مراعات میں کوئی رخنہ نہ پڑنے پائے۔ اس کی تائید میں تاریخ کے ہر دور سے مثالیں پیش کرنے کے علاوہ آپ نے یورپی مستشرقین کے بعض اقتباسات بھی پیش کئے جن میں مسلمانوں کی عدیم المثال رواداری کا کھلے دل سے اعتراف کیا گیا تھا
دوران تقریر میں محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے ان اعتراضات کا بھی تفصیل کے ساتھ جواب دیا۔ جو بعض عیسائی اور یورپی مصنفین نے محض تعصب کی بناء پر اسلامی جنگوں پر کئے ہیں۔ یا انہوں نے جزیہ اور ذمی وغیرہ کی اصطلاحوں کو غلط رنگ میں پیش کرکے اسلام اور مسلمانوں کو خواہ مخواہ بدنام کرنے کی کوشش کی ہے
آپ کی تقریر کا یہ حصہ خاص طور پر بہت دلچسپ تھا۔ اسلامی جنگوں کے ضمن میں آپ نے فرمایا کہ بعض یورپی مصنفین جہاد کے خلاف شور مچا کر یہ رٹ لگائے چلے جاتے ہیں۔ کہ نعوذ باللہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے لیکن جن حالات میں مسلمان تلوار ہاتھ میں لینے پر مجبور ہوئے۔ ان حالات اور ان کے پس منظر سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ بے شک ایک وقت آیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو لڑنے کی اجازت ملی۔ لیکن اس کا پس منظر یہ تھا کہ اس وقت تین بڑی بڑی سلطنتیں تھیں۔ جو بے بس و بے کس اور نہتے مسلمانوں کے مقابل پر تھیں۔ اور مسلمان سب کے ظلم سہہ رہے تھے۔ ایک تو خود عرب کا ملک تھا۔ دوسرے کسریٰ کی سلطنت تھی، تیسرے قیصرِ روم کی امپائر تھی۔ روم کی اس مشرقی سلطنت میں ٹرکی، شام، فلسطین اردن اور مصر کا وسیع علاقہ شامل تھا ان حالات میں بے بس اور بے کس مسلمانوں کو جن کے پاس کوئی طاقت یا حکومت نہ تھی لڑنے کی اجازت کا مقصد کیا تھا۔ وہ سورہ الحج کی ان آیات سے ظاہر ہے جن میں کہا گیا ہے کہ "وہ لوگ جن سے بلا وجہ جنگ کی جا رہی ہے۔ ان کو بھی جنگ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔ ...... اور یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کو ان کے گھروں سے صرف اتنا کہنے پر کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ بغیر کسی جائز وجہ کے نکالا گیا اور اگر اللہ تعالےٰ ان کفار میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے شرارت سے باز نہ رکھتا تو گرجے اور یہودیوں کی عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ تعالیٰ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے۔ برباد کر دیئے جاتے۔"
اب ظاہر ہے کہ جس پس منظر میں اور جس مقصد کے پیش نظر مسلمانوں کو لڑنے کی اجازت دی گئی۔ کیا اس کی موجودگی میں مسلمانوں پر کوئی اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ اور کیا ان کے تلوار اٹھانے کو کسی لحاظ سے بھی مورد الزام ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ لیکن یورپ کا بعض عیسائی مصنفین مذکورہ بالا پس منظر سے یکسر آنکھیں بند کرکے جب کہیں گے یہی کہیں گے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔
تقریر جاری رکھتے ہوئے محترم میاں صاحب موصوف نے مزید بتایا کہ دفاع کے اس حق کو استعمال کرنے میں بھی اسلام نے دوسروں کے ساتھ ایسی رواداری برتنے کی تعلیم دی کہ اس کی اور کہیں نظیر نہیں ملتی۔ اسلام نے یہ اصول قائم کیا۔ کہ حملہ آور قوم کا ایک حصہ لڑنے والا ہے۔ اور ایک شہری آبادی پر مشتمل ہے۔ اس نے شہری آبادی کو قتل کرنے ان کو اسیر بنانے اور ان کو اقتصادی طور پر تنگ کرنے سے منع کیا۔ اور یہاں تک کہا کہ کھڑی کھیتیاں نہ جلائی جائیں۔ ایسے درخت نہ کاٹے جائیں جو پھل دیتے ہیں۔ اس نے تمام شہریوں کو پوری مذہبی آزادی رسوم و رواج کی آزادی دی۔ اور اقتصادی خوشحالی کی ضمانت دی۔ چنانچہ مسلمانوں کی طرف سے مختلف شہروں کو جو امان دی گئی۔ مثلاً اہل جرجان اور باشندگان آذر بائیجان وغیرہ سے جو معاہدے ہوئے وہ اسلام کی اسی رواداری تعلیم پر گواہ ہیں (ص)

پیشگوئی مصلح موعود کا حقیقی مصداق

تقریر مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۵۷ء

25

(قسط نمبر ۳)

کامل انکشاف

اس امر کی ایک دلیل کہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونے والا لڑکا ہی مصلح موعود ہے یہ ہے کہ اس کے بعد حضور نے کہیں تردید نہیں کی کہ جس لڑکے کا نام میں نے تفاؤل کے طور پر محمود اور بشیر ثانی رکھا تھا وہ غلطی سے رکھا گیا تھا۔ اصل میں اس پیشگوئی کا مصداق کوئی اور لڑکا ہے۔

اور دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سبز اشتہار کے بعد اپنی کتاب سراج منیر میں بشیر اول کی وفات پر مخالفین کی نکتہ چینیوں کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"یقینی طور پر کسی الہام کی بنا پر اس رائے کو ظاہر نہیں کیا گیا تھا کہ صرف یہ لڑکا پختہ عمر تک پہنچے گا اور اسی خیال اور انتظار میں سراج منیر کے چھاپنے میں توقف کی گئی تھی۔ تا جب اچھی طرح الہامی طور پر لڑکے کی حقیقت کھل جائے تب اس کا مفصل و مبسوط حال لکھا جائے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ سراج منیر کے طبع میں توقف کی وجہ پسر موعود کے متعلق اصل حقیقت کے انکشاف کا انتظار تھا اور آپ نے اس کتاب کو اس وقت تک شائع نہیں کیا جب تک کہ نو سالہ میعاد جو مصلح موعود کی پیدائش کے لئے مقرر تھی ختم نہیں ہو گئی۔ چنانچہ آپ نے ۱۸۹۷ء میں سراج منیر شائع کی اور اس میں سبز اشتہار والی پیشگوئی کا پورا ہونا تفصیل سے لکھا۔ آپ فرماتے ہیں:

"پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں۔ اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا۔ اور اب نویں سال میں ہے۔"

اور حاشیہ میں فرماتے ہیں:

"ہاں سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا۔ سو محمود پیدا ہو گیا۔ کس قدر یہ پیشگوئی عظیم الشان ہے اگر خدا کا خوف ہے تو پاک دل کے ساتھ سوچو۔" (سراج منیر صفحہ ۳۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریر پورے انکشاف کے بعد کی ہے۔ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء والے اشتہار میں تو "ایک لڑکا" لکھا تھا۔ لیکن سراج منیر میں "وہ لڑکا" یعنی جو موعود لڑکا ہے اور جس کا ذکر سبز اشتہار میں کیا گیا تھا۔ وہ "میعاد" یعنی ۹ سال کے اندر پیدا ہو گیا۔ اب اس سے زیادہ وضاحت اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ درحقیقت جس کا نام محمود اور بشیر الدین پہلے بطور تفاؤل رکھا گیا تھا وہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا حقیقی مصداق ہے۔

اسی طرح ۱۸۹۹ء میں تریاق القلوب میں آپ نے تحریر فرمایا:

"سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور جب اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پہنچ چکی اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو تب خدا کے فضل اور رحم سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا اور اس کے پیدا ہونے کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے۔ جس کے عنوان پر "تکمیل تبلیغ" موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۴۲)

پھر اس کے بعد ۱۹۰۶ء میں حقیقۃ الوحی میں لکھا:

"میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت سبز اشتہار کے صفحہ ۷ کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے۔ اور سترھویں سال میں ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۰)

اب دیکھو یہاں یہ نہیں لکھا کہ اس کا نام بطور تفاؤل رکھا گیا بلکہ اسے قطعی طور پر سبز اشتہار کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا گیا ہے۔ اور اسی میں لکھا ہے کہ بشیر ثانی اور محمود مصلح موعود کے نام ہیں۔

نو سال کی میعاد

پس پہلی دلیل اس امر کی کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا حقیقی مصداق حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہیں یہ ہے کہ مصلح موعود کا آپ کے صلبی بیٹوں میں سے ہونا اور ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے ۹ سال کے عرصہ یعنی ۱۸۹۵ء تک اس کا پیدا ہونا ضروری تھا۔ اور مصلح موعود کے دوسرے نام بشیر ثانی اور محمود اور فضل عمر تھے اور سبز اشتہار میں جس بشیر ثانی اور محمود کے پیدا ہونے کے متعلق خبر دی گئی تھی وہی مصلح موعود ہونا تھا۔ کیونکہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مندرجہ پیشگوئی کے متعلق بذریعہ الہام یہ امر کھل گیا تھا کہ وہ بشیر اول اور بشیر ثانی کی پیدائش پر مشتمل ہے اور بشیر ثانی اور محمود جو مصلح موعود کے نام تھے وہ آپ نے اپنے بیٹوں میں سے صرف حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے رکھے۔ اور کسی بیٹے کو یہ نام نہیں دئیے۔ جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کے حقیقی مصداق ہیں۔ اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کو بشیر ثانی اور محمود (جو مصلح موعود کے نام ہیں) اور حسن و احسان میں اپنے نظیر کے الہام کا مصداق قرار دینے میں غلطی پر ہوتے۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کی اس غلطی کو ضرور دور فرما دیتا۔ کیونکہ حضور فرماتے ہیں:

"میں بشیر ہوں اور بشریت کے عوارض مثلاً جیسا کہ سہو و نسیان اور غلطی یہ تمام انسانوں کی طرح مجھ میں بھی ہیں مگر میں جانتا ہوں کہ کسی غلطی پر مجھے خدا تعالیٰ قائم نہیں رکھتا۔"

(ایام الصلح صفحہ ۱۴۱)

پس جو نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونے والے مولود مسعود کا محمود اور بشیر بطور تفاؤل رکھا تھا اور اسے مصلح موعود قرار دیا تھا خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی مولود مصلح موعود کی پیشگوئی کا حقیقی مصداق تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس امر میں کبھی غلطی پر قرار نہ دیا اور نہ آپ کو یہ لکھنا پڑا کہ جس مولود کا نام میں نے بطور تفاؤل محمود اور بشیر لکھا تھا جو مصلح موعود کے نام تھے وہ لکھنا صحیح نہ تھا بلکہ ۹ سالہ میعاد گذرنے کے بعد آپ اسی مولود مسعود کو ان پیشگوئیوں کا مصداق سمجھتے رہے۔

(باقی)

فضل عمر ہسپتال ربوہ کیلئے عطایا کی تحریک

از مکرم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب چیف میڈیکل آفیسر
فضل عمر ہسپتال — ربوہ

فضل عمر ہسپتال کی نئی عمارت کی تعمیر کے لئے خاکسار کی طرف سے وقتاً فوقتاً الفضل میں عطایا کی تحریک ہوتی رہی ہے۔ اور کئی احباب نے اس کار خیر میں کافی حصہ لیا ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔

اللہ تعالےٰ کے فضل و احسان کے ساتھ ہسپتال کی عمارت کے دو بلاک تقریباً مکمل ہو چکے ہیں۔ اور ان میں کام شروع کر دیا گیا ہے۔ تیسرے بلاک کی تعمیر بھی شروع ہو چکی ہے مگر ابھی پانچ بلاک مزید تعمیر ہونے باقی ہیں۔ نیز ہسپتال کا سامان اور ایکسرے وغیرہ بھی منگوانے والے ہیں۔ ان سب کے لئے خرچ کا اندازہ کم از کم اڑھائی لاکھ روپے ہے۔ لہٰذا جماعت کے ان احباب سے جنہوں نے ابھی تک اس نیک کام میں حصہ نہیں لیا۔ خاکسار اپیل کرتا ہے کہ وہ اس میں حصہ لے کر خدمت خلق کے اس ادارہ کی تکمیل میں مدد فرمائیں۔

ربوہ اور اس کے مضافات کے غریب و نادار مریض بزبان حال یہ پکار کرتے ہیں کہ ان کے لئے ربوہ میں ایک بہت اچھے اور ہر قسم کے سامان و ضروریات سے لیس ہسپتال ہو۔ جہاں وہ ہر قسم کی طبّی خدمات حاصل کر سکیں پس آپ ان کی اس پکار پر توجہ کریں اور ہسپتال کی تکمیل میں پوری امداد فرمائیں۔ تا رہتی دنیا تک ایسے مریضوں کی دعائیں آپ کے اور آپ کے اہل و عیال کے ساتھ ہوں۔

اگر آپ اللہ تعالےٰ کے ان غریب و نادار مریض بندوں کی طبی ضروریات کو پورا کرنیکی طرف قدم بڑھائینگے تو یقیناً اللہ تعالےٰ آپ کی اور آپ کے اہل و عیال کی بیماریوں کو بھی دور فرمائے گا۔

وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم۔

طالبات جامعہ نصرت کی نمایاں کامیابی

جیسا کہ پہلے یہ خبر شائع ہو چکی ہے۔ جامعہ نصرت ربوہ کی طالبہ صاحبزادی امۃ الرفیق صاحبہ نے امسال بی اے کے امتحان میں عربی میں تمام یونیورسٹی کی طالبات میں اول رہ کر اعزازی طلائی تمغہ (کے بی محمد حسین گولڈ میڈل) حاصل کیا اور جامعہ نصرت کی سابقہ شاندار روایات کو قائم رکھا۔ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے یہ ادارہ عظیم الشان تعلیمی روایات کا حامل ہے۔ قبل ازیں ۱۹۵۴ء میں محترمہ امینہ اختر حافظ عبد السلام صاحب نے بی اے کے امتحان میں انگریزی میں یونیورسٹی کی تمام طالبات میں نمایاں کامیابی حاصل کر کے وظیفہ حاصل کیا۔ اور محترمہ سعیدہ دختر حبیب اللہ صاحب نے ۱۹۵۵ء میں عربی میں اعزازی تمغہ یونیورسٹی کی تمام طالبات میں اول رہ کر حاصل کیا۔ یہ امر بھی احباب کیلئے باعث انبساط ہوگا کہ امسال ایف اے کے سیکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن کے امتحان میں اس ادارہ کی تین طالبات محترمہ امۃ المجید صاحبہ محترمہ شمیم طاہرہ صاحبہ اور محترمہ امۃ الرشید غنی صاحبہ نے نمایاں کامیابی حاصل کر کے تعلیمی وظائف حاصل کئے۔ کالج اپنی طالبات کی تعلیمی استعداد پر بجا طور پر فخر کرتا ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ جامعہ اپنی تعلیمی روایات کو قائم رکھے گا۔

ضروری اعلان

میرے والد محترم جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحبؓ ۷؍دسمبر ۱۹۵۵ء کو رحلت فرما گئے ہیں میرا ارادہ ہے کہ میں ان کے حالات زندگی مرتب کر کے شائع کروں نیز وہ خطوط جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میرے والد صاحب کو روانہ فرمائے تھے۔ اس سلسلہ میں احباب جماعت سے گزارش ہے کہ وہ مکرم سیٹھ صاحب کے حالات زندگی کے متعلق جو کچھ جانتے ہوں مندرجہ ذیل پتہ پر روانہ فرما دیں۔

آدم اسمٰعیل معرفت مولوی عبد المالک خان صاحب مربی سلسلہ احمدیہ
۴۰۔ بندر روڈ — کراچی

جلسہ پر گمشدہ اشیاء

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل اشیاء ہمیں موصول ہوئی ہیں۔ جن اصحاب کی ہوں۔ وہ ہم سے حاصل کر سکتے ہیں۔

ایک عدد گھڑی۔ ایک بستر جو دفاتر تحریک کے کمروں سے دستیاب ہوا تھا۔ دو عدد چھڑیاں۔ ایک عینک۔ کنجیوں کے دو گچھے۔ ایک عدد بوٹ۔ ایک گٹھڑی جس میں کچھ برتن وغیرہ ہیں۔ ایک گرم ٹوپی دو عدد رومال۔ دو عدد فاؤنٹین پین۔ ایک ریلوے پارسل جو نارووال سے جاری ہوا ہے اور اس پر نعمت اللہ بٹ نام لکھا ہے۔ لیکن ربوہ سٹیشن کی مہر نہیں ہے۔ اس کا نمبر ۶۰۱۰۲۰ ہے۔

حبیب اللہ خان لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ
ناظم رہائش و معلومات جلسہ سالانہ ۱۹۵۵ء

درخواست دعا

میری لڑکی مبارکہ کے حلق پر فالج کا اثر ہو گیا ہے۔ جس سے پینے اور بولنے میں دقت محسوس کرتی ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ (سید عبد الغنی شاہ مٹھا ٹوانہ ضلع سرگودھا)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

دلچسپ طبی معلومات

ملیریا ختم کرنے کے لئے پانچ کروڑ روپے کا منصوبہ

ہمارے ملک میں ہر سال ملیریا سے جتنی اموات واقع ہوتی ہیں کسی دوسری بیماری سے نہیں ہوتیں۔ ہر سال ۲۵ فیصد آبادی اس مرض کا شکار ہو جاتی ہے اور وبائی سالوں میں یہ تعداد ساٹھ فیصد تک پہنچ جاتی ہے

آئندہ سالوں میں مغربی پاکستان میں ملیریا پر قابو حاصل کرنے اور اس کا مکمل استیصال کرنے کے لئے پانچ کروڑ روپے خرچ کرنے کا ایک منصوبہ بنایا گیا ہے۔ یہ فیصلہ پچھلے ہفتہ ایک کانفرنس میں کیا گیا ہے

اس پانچ سالہ منصوبہ میں یہ بات پیش نظر رکھی گئی ہے کہ پہلے سال (۵۹-۱۹۵۸ء) میں صوبے کے تین نہایت متاثر علاقوں میں انسدادی طریق اختیار کئے جائیں اور اس کے بعد تینوں علاقوں کو وسعت دی جائے یہاں تک کہ ۱۹۶۳ء تک تمام صوبہ ملیریا سے محفوظ ہو جائے گا۔

بین الاقوامی تنظیم امداد باہمی نے اس سلسلے میں مکمل اشتراک اور تعاون کا یقین دلایا ہے اور وہ اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے فنی امداد کے علاوہ باون لاکھ ڈالر کی مالیت کی دوائیں مہیا کرے گی۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ صرف مغربی پاکستان میں ملیریا کی وجہ سے شرح اموات دن بدن بڑھتی جا رہی ہے اور اس سے اس قومی اہمیت کے علاقے کے افراد کی صحت بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ صوبے میں ڈیڑھ دو لاکھ کے قریب انسان اس کی وجہ سے موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور صوبے کے لئے یہ نقصان اس وجہ سے بھی اہم ہے کہ موت کی یہ شرح عام طور پر بڑی بڑی فصلوں کی کٹائی کے وقت واقع ہوتی ہے جس سے ملک کی غذائی حالت بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتی۔

معلوم ہوا ہے کہ مرکزی حکومت عالمی ادارہ صحت کے تعاون سے ملیریا کے خلاف ایک ملک گیر مہم چلانے کا جائزہ لے رہی ہے اور بہت جلد ملیریا کے استیصال کا ایک عظیم منصوبہ بنایا جائے گا۔

بدن انسانی کے اجزائے ترکیبی

ناٹرڈیم سائنس کالج کے پروفیسر آر۔ ایل۔ گریین نے جسم انسانی کو مندرجہ ذیل عناصر سے مرکب بتایا ہے۔

ایک انسان جس کا وزن ایک سو پچاس پونڈ ہو مندرجہ ذیل عناصر کا مجموعہ ہوتا ہے۔

۱۔ پانی	۹۰ پونڈ
۲۔ کیلسیم فاسفیٹ	۱۰ پونڈ
۳۔ کاربن (چارکول)	۲۰ پونڈ
۴۔ آکسیجن اور نائٹروجن	۲۹ پونڈ
۵۔ گندھک	۳ اونس
۶۔ سوڈیم کلورائیڈ	½ اونس
۷۔ دوسرے جزل پوٹاشیم، میگنیشیم، مینگنیز، فولاد اور سیلی کان وغیرہ	بہت کم وزنی اجزا

جلنے کیلئے تابکار دوا

مستقبل قریب میں یہ معلوم کیا جا سکے گا کہ جلد جل جانے میں اس کی گہرائی کہاں تک ہے یہ انکشاف میچی گان میڈیکل اسکول کے ڈاکٹر ایڈ۔ او ڈنگ مین نے پلاسٹک سرجنس ایسوسی ایشن کے ایک جلسہ میں کیا ہے۔ ایٹمی طاقت کی پرامن دریافت تابکار فاسفورس کے ذریعہ بہت جلد پتہ لگایا جا سکے گا کہ جلنے کی گہرائی کتنی ہے۔ ڈاکٹر موصوف کا کہنا ہے کہ جلنے کے علاج میں یہ بہت ضروری ہے کہ اس کی گہرائی اور شدت کا پتہ چلایا جائے۔ مثلاً جلد کی پوری موٹائی جل جائے اور تیسرے درجے کی حرقت واقع ہو چکی ہو، اس وقت جلد کو کاٹ کر الگ کرنا ضروری ہے اور نئی جلد کا پیوند لگانا چاہیئے۔ جب تابکار فاسفورس کا انجکشن دیا جاتا ہے تو وہ فوراً جلد میں جذب ہو جاتا ہے۔ اسے تابکار اثرات کو ناپنے کے آلے سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ حرقت کا تیسرا درجہ تابکاری اثرات کے بعد دوسرے اور پہلے درجے کے درمیان تمیز کیا جا سکتا ہے۔

اینٹی بایوٹک بطور حفظ ما تقدم مفید نہیں

شکاگو کے ماہرین جراحت نے دعوی کیا ہے کہ بعض اینٹی بایوٹک ادویہ کا ایسے امراض میں جن میں جراحی ضروری ہوتی ہے بطور حفظ ما تقدم استعمال جراثیمی سمیت کو دور کرنے کے بجائے اس میں اضافہ کا باعث ہو رہا ہے اور امراض میں پیچیدگیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔ یہ نتیجہ انٹرنیشنل کالج آف سرجنز کے تین بڑے ڈاکٹروں نے تقریباً تین ہزار امراض میں تجربے کے بعد نکالا ہے ان ڈاکٹروں نے آج کل اینٹی بایوٹک ادویہ کے اندھا دھند استعمال کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ جن زخموں میں جراثیمی سمیت کا کوئی نشان بھی نہیں پایا جاتا ان میں دافع جراثیم ادویات کا استعمال سخت نقصان رساں ہے۔

کچے گوشت کا استعمال

آسٹریلیا کے میڈیکل جرنل کے ۲۷ اپریل ۵۷ء کے شمارہ میں ایک خط شائع ہوا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ بہت لوگ خصوصاً باہمی مقابلہ کرنے والے کھلاڑی کچا گوشت کھاتے ہیں اور اسے طاقتور سمجھتے ہیں اور اس سے قوت مقابلہ و برداشت میں خوب ترقی ہوتی ہے۔

اول تو یہ خیال ہی سرے سے غلط ہے دوسرے کچے گوشت میں مرضی جراثیم کی موجودگی کا بڑا احتمال ہوتا ہے۔ خصوصاً کیچوے کے جراثیم کا گائے کے گوشت میں اس چیز کا احتمال بہت زیادہ ہے اور سؤر کے گوشت سے جو کیچوے پیدا ہوتے ہیں وہ بہت زیادہ موذی ہوتے ہیں گوشت کو اچھی طرح پکانا بہت ضروری ہے کچے گوشت سے دیدان امعاء کا شدید احتمال رہتا ہے اور یہ مرض بہت کثیر الوقوع اور آنتوں اور عموماً صحت کے لئے سخت تباہ کن ہے۔

کیلسیم اور مٹی کی تیزابیت سرطان معدی کا سبب ہے

ایک جاپانی محقق نے انکشاف کیا ہے کہ سرطان معدی مٹی کی تیزابیت اور پانی میں کیلسیم کی موجودگی سے پیدا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر یوہیرا یاما نے جو نیشنل پبلک ہیلتھ انسٹی ٹیوٹ سے متعلق ہیں۔ ٹوکیو میں ایک اجتماع کے سامنے بتایا کہ سرطان ریوی اور دوسری اقسام کے برخلاف سرطان معدی ان علاقوں میں زیادہ ہوتا ہے جہاں کی مٹی میں تیزابیت اور پینے کے پانی میں کیلسیم کی آمیزش ہوتی ہے۔ چنانچہ ٹوکیو ان خصوصیات کا حامل ہونے کی وجہ سے اس مرض کا زیادہ شکار ہے۔ یہاں کے دریاؤں کا پانی کیلسیم کی بڑی مقدار رکھتا ہے۔

پولیو مائیلیٹس کا مشترکہ علاج

روس میں جن بچوں پر پولیو مائی لیٹس کا حملہ ہوتا ہے انہیں سینی ٹوریم میں علاج کرانا پڑتا ہے۔ یہ سینی ٹوریم کراسنوپریسنی سکی ضلع ماسکو میں واقع ہے۔ اس علاج میں امینو ایسڈ بڑا حصہ لیتے ہیں گلوٹامینو نیسین اور دوسرے مرکبات جو اعصاب کو منظم کرتے ہیں۔ ادویہ کی حیثیت سے اس کے علاج میں بڑے اچھے نتائج پیدا کرتے ہیں۔ یہ ذہن کے خلیوں میں تیزابیت کے اثر کو تیز کرتے ہیں اور نہ صرف بیمار بچوں کے عضلات اور دماغی صلاحیتوں کو برقرار رکھتے ہیں بلکہ جسمانی قویٰ کے نشوونما میں بھی ممد ثابت ہوتے ہیں۔

الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

سیکرٹریان اصلاح و ارشاد رپورٹ فارم منگوالیں

سیکرٹری صاحبان اصلاح و ارشاد کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ رپورٹ فارم طبع ہو کر تیار ہو گئے ہیں۔ جن جن جماعتوں کو ضرورت ہو۔ منگوا لیں۔ اور باقاعدگی سے ماہوار رپورٹ بھجوایا کریں۔ ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ تک رپورٹ پہنچ جانی چاہیئے۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

ضروری تصحیح

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جو انعامات سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز عطا فرمائے ہیں ان میں مکرم ملک سیف الرحمن صاحب کو جو انعام ملا ہے وہ تفسیر صغیر کی طباعت کے ضمن میں نہیں بلکہ مسند احمد حنبل کی تبویب کی تیاری کا ہے یہ تاریخی تصحیح ہے جو ضروری سمجھی گئی۔ (ابو المنیر نور الحق)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا پیغام (بقیہ صفحہ اول)

ہے۔ جو سارے پنجاب کا دورہ کرکے ان نئے سکولوں کا معائنہ کرکے رپورٹ کرتا رہے۔ اور انسپکٹر تعلیم کے طور پر کام کرے۔ اگر کوئی اس کام کا اہل ہو۔ تو وہ بھی اپنے آپ کو پیش کرے۔ اس کام کے لئے ایسا آدمی کافی ہے جو ایف۔ اے پاس ہو یا مولوی فاضل اور انٹرنس پاس ہو۔ اور ادھیڑ عمر کا ہو۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اگلے تین ہفتہ میں جماعت ان دونوں کاموں کو پورا کردے گی۔ میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے معزز زمیندار کراچی سے لے کر پشاور تک اپنے اپنے گاؤں کے ارد گرد دس ایکڑ زمین اس سکیم کے لئے وقف کردینگے۔ اس میں یہ واقفین کھیتی باڑی کریں گے۔ اور اس سے اس سکیم کو چلانے میں مدد دینگے۔ اس کی پیداوار سب ان کی ہوگی۔

مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی) ربوہ

۵ جنوری ۱۹۵۸ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں مکرم شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی کا خط

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں مکرم شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی نے جو محمد صالح نور صاحب کے خسر ہیں حسب ذیل خط ارسال کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

بحضور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔

سیدنا۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عاجزانہ گذارش ہے۔ کہ صالح نور کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ نہ اسے ہم اپنے مکان پر ٹھہراتے ہیں۔ اگر وہ حضور کا غلام اور خادم نہیں تو ہمارا اسکے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔ جب کبھی وہ آتے ہیں۔ اپنے والدین کے ہاں ٹھہرتے ہیں۔ چند منٹ کے لئے ہمارے ہاں کبھی ملنے آتے تھے۔ مگر ہمیں تو علم تھا۔ کہ حضور نے معاف کردیا ہوا ہے۔ حضور ہمارے حال پر رحم فرمائیں۔ اور دعا فرمائیں کہ ہم حضور کے خادم رہیں۔

(دستخط) خاکسار فضل احمد بٹالوی ۵۸/۱/۵

تلاش گمشدہ

۲۸ دسمبر کو ربوہ سے لاہور جانے والی سپیشل ٹرین پر چڑھتے ہوئے ایک دوست کی کپڑوں کی گٹھڑی ربوہ سٹیشن پر ہی رہ گئی تھی۔ اس میں ایک قمیص۔ ایک پاجامہ۔ تین گرم کنٹوپ۔ ایک تولیہ۔ ایک کپڑے کا تھیلا اور ایک برش تھے۔ اگر کسی دوست کو ملی ہو تو وہ پیر وقف جدید بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے کو بھجوا دیں۔

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

لیڈر (بقیہ صفحہ ۲)

ورنہ اس میں اتنی برکت کہاں سے آئی؟ آج پھر ہمارے امام وقت نے ایک انقلابی تحریک ہمارے سامنے رکھی ہے۔ یقیناً یہ تحریک بھی اللہ تعالےٰ ہی نے حضور ایدہ اللہ کو سوجھائی ہے اور یقیناً یہ تحریک بھی تحریک جدید کی طرح ہی کامیاب ہونی ہے۔ یہ تحریک جدید وقف کی تحریک ہے۔ جیسا کہ حضور نے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا ہے۔ کانٹوں (کنڈیوں) سے ایک ایک مچھلی گھنٹوں کے انتظار و صبر کے بعد پکڑنے کا زمانہ گذر گیا ہے۔ اب سمندر میں مہاجال ڈالنے کا وقت آپہنچا ہے۔ اب ہمیں سمندر میں مہاجال ڈالنا ہے۔ وقف جدید کی تحریک ہی وہ مہاجال ہے۔

ہمیں پوری پوری توقع ہے کہ جماعت اپنے فرض کو پہچانتی ہے اور وہ وقف جدید کی تحریک کا جواب بھی اسی جوش سے دے گی جس جوش سے اس نے تحریک جدید کا جواب دیا ہے۔

غور کیا جائے تو یہ تحریک دراصل تحریک جدید ہی کی تکمیل ہے۔ تحریک جدید مالی قربانی ہے اور وقف جدید کی تحریک جانی قربانی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے پہلے ہی قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ یہی تجارت ہے جس سے ہم اس زمانہ کے عذاب الیم سے نجات پا سکتے ہیں۔

یا ایھا الذین آمنوا هل ادلکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم۔ تؤمنون باللہ و رسولہ و تجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔